حضرت مہدی کے نام ایک خط

حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کے ساتھی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کی جدو جہد کس نوعیت کی ہوگی؟

حضرت مہدی کب، کہاں اور کس طرح ظاہر ہوں گے؟

حضرت حارث ومنصور کا کردار کیا ہوگا؟

مغرب کی عظیم الشان مادّی طاقت کے خلاف آپ کیونکر کامیاب ہوں گے؟

حضرت مہدی کے نام ایک خط

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے۔ آخر عمر میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے۔ وہیں اُن کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے۔ آپ کو آخر زمانہ میں علاماتِ قیامت کے ظہور خصوصاً حضرت مہدی کی قیادت میں عالمی ایمانی جدوجہد سے خصوصی دلچسپی تھی۔حضرت مہدی کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہونا تھا۔دوسری طرف انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی خاندان کو فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں۔اور بیت اللہ چونکہ قیامت تک باقی رہے گا اس لیے مکہ میں چاہے سارے خاندان اُجڑ جائیں، شیبی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کی جب آخری عمر ہوئی اور انہیں شدید اشتیاق تھا کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور ان کی قیادت میں جہاد نصیب ہوجائے، تو ان کو عجیب ترکیب سوجھی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو لامحالہ ظہورِ مہدی کے زمانہ میں بھی موجود رہے گا۔جب حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شیبی خاندان کے کسی فرد کے ہاتھ میں ہوں گی۔چنانچہ اسی کے پیشِ نظر انہوں نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار لی اور ایک خط حضرت مہدی کے نام لکھا۔اس خط کا مضمون یہ ہے:''فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظّمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں۔ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوۂ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا۔سو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہوجائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔''اور یہ تینوں چیزیں شیبی کے خاندان والوں کے سپرد کیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا۔یہ حضرت مہدی کے لیے امانت ہے۔جب تمہارا انتقال ہوتو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کردینا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک یہ امانت حضرت مہدی تک پہنچ جائے۔''(خطباتِ حکیم الاسلام: ج 2، ص 98)

جاری ہے-----

shared by: www.alkalam.pk

ابتدائی تین باتیں

حضرت مہدی کے حوالے سے تین باتیں سمجھنا بہت اہم ہیں: (1) حضرت مہدی کون ہوں گے؟ (2) ظہور کے بعد کیا کریں گے؟ (3) کب ظاہر ہوں گے؟ ان کو اگر سمجھ لیا جائے تو اس موضوع سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ آج تک اس حوالے سے جو گمراہیاں پھیلائی گئیں یا جو غفلت برتی گئی، ان کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔

پہلی بات: حضرت مہدی کون ہوں گے؟

سب سے پہلا سوال یہ ہے حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال کا جواب دو طرح سے دیا جا سکتا ہے۔

1- حضرت مہدی کا غائبانہ تعارف:

حضرت کا غائبانہ تعارف تو متعین ہے کہ وہ حسنی سادات میں سے ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد یا احمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدویّات کے محقق علامہ سید برزنجی فرماتے ہیں مجھے ان کی والدہ کے نام کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں ملی البتہ بعض حضرات نے والدہ کا نام ''آمنہ'' تحریر کیا ہے۔ مہدی ان کا نام نہیں، لقب ہے۔ بمعنی ہدایت یافتہ۔ یعنی اُمت کو ان کے دور میں جن امور کی ضرورت ہوگی اور جو چیزیں اس کی کامیابی اور برتری کے لیے ضروری ہوں گی اور پوری روئے زمین کے مسلمان بے تحاشا قربانیاں دینے کے باوجود محض ان چند چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو رہے ہوں گے، حضرت مہدی کو قدرتی طور پر ان کا ادراک ہوگا اور وہ ان کوتاہیوں کی تلافی اور ان چند مطلوبہ صفات کو بآسانی اپنا کر اُمت کے لیے مثالی کردار ادا کریں گے۔ اور وہ کچھ چند سالوں میں کر لیں گے جو صدیوں سے مسلمانوں سے بن نہ پڑ رہا ہوگا؟ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے۔ 40 سال کی عمر میں اُمت مسلمہ ان کو اپنا قائد بنائے گی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے کفر کے برپا کردہ مظالم کے خلاف وہ عظیم جہاد شروع کرے گی جس کا اختتام عالمی خلافت اسلامیہ کے قیام پر ہوگا۔ یہ تو ان کا سیدھا سادہ تعارف ہے جو اکثر احادیث میں موجود ہے۔

2- حضرت مہدی کا حاضرانہ تعارف:

جہاں تک بات حاضرانہ تعارف کی ہے تو اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ شخص سچا مہدی کبھی ہو ہی نہیں سکتا جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرے۔ دعوائے مہدویت اور حقیقی مہدویت میں آگ اور پانی کا تضاد ہے۔ اس کے کئی دلائل ہیں۔ چونکہ جھوٹے مدعی ہر دور میں فتنہ پھیلاتے رہے ہیں......ہمارے زمانے میں بھی اس روحانی منصب پر فائز ہو کر دنیوی مفادات بٹورنے والوں کی کمی نہیں لہٰذا ہم جھوٹے مدعیوں کے فتنے کی تردید میں چند مضبوط دلائل پیش کرنے کی کوشش کریں گے:

(1) ''مہدویت'' ایک روحانی منصب ہے اور میرے شیخ و مرشد، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم اکابر کا ایک مقولہ نقل فرمایا کرتے ہیں: ''تصوف کے میدان میں مدعی کی سزا پھانسی ہے۔'' پھر بات یہ ہے کہ حسنی سادات کو ظہور مہدی کا انعام ملا ہی اس لیے ہے کہ وہ اپنے جائز دعوے اور حق سے دستبردار ہو گئے تھے تو اب سچے مہدی کے لیے دعوے کے ذریعے یہ عظیم منصب حاصل کرنے کی کیا گنجائش رہ گئی ہے؟

جاری ہے-----

shared by: www.alkalam.pk

ابتدائی تین باتیں

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواسۂ رسول سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ عظیم ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوگئے تھے اور محض مسلمانوں میں اتفاق اور صلح کی خاطر اپنا یہ حق چھوڑ دیا۔ اس کے بدلے آخر زمانے میں جب امت کو اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہوگی تو اللہ پاک انہی کی اولاد میں سے ایک مجاہد لیڈر عالمی سطح پر خلافت کے قیام کے لیے منتخب فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے بہتر چیز عنایت فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ محدود علاقے میں خلافت چھوڑنے کے بدلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو عالمی خلافت کا انعام ملے گا۔ آپ کے حسنی ہونے کی دوسری وجہ علمائے کرام نے یہ لکھی ہے جس طرح حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے بہت سے انبیائے کرام آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک نبی بھیجے جو ''خاتم الانبیاء'' تھے۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے بہت سے اولیاء آئے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک ہی بہت بڑے ولی آئیں گے جو ''خاتم الاولیاء'' ہوں گے۔ (دیکھیے: ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح: 147\10 اور مولانا ادریس کاندھلوی کی التعلیق الصبیح: 197/6)

(2) مہدویت کا از خود دعویٰ کرنے والے کے جھوٹے ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مہدی تو حدیث شریف کی بیان کردہ واضح علامت اور سچے اللہ والوں کے طریقے کے مطابق امامت وعہدہ اور منصب قبول کرنے سے جتنا ان سے بن پڑے گا، گریز کریں گے، حتیٰ کہ وہ سات علماء جو دنیا کے مختلف حصوں (پاکستان وافغانستان، ترکی، شام، مراکش، الجزائر، ازبکستان، سوڈان) سے حضرت مہدی کی تلاش میں آئے ہوں گے اور ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو سے کچھ اوپر افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی اور یہ سب مل کر شدت سے اس شخص کو تلاش کر رہے ہوں گے جس کے ہاتھ پر بیعت سے اُمت میں اتحاد و اتفاق ہوگا، مرکزی قیادت نصیب ہوگی، فتنوں کا خاتمہ ہوگا، یورپ کے صلیبیوں اور امریکا و اسرائیل کے یہودیوں کی سازشیں دم توڑ دیں گی اور حکومت الٰہیہ قائم ہوگی، یہ سب اہلِ علم وصلاح بھی ہوں گے اور اپنی اپنی جماعت سے موت تک جہاد کی بیعت بھی لیے ہوئے ہوں گے (اے اہلِ اسلام! علم دین، تصوف شرعی اور جہاد فی سبیل اللہ کے حاملین و داعیوں سے تم کہاں ورغلا لیے جاتے ہو؟) یہ ساتوں حضرات مل کر حضرت مہدی کو حرمین میں تلاش کریں گے۔ جب حضرت مہدی تک پہنچ جائیں گے اور ان میں تمام علامتیں پائیں گے تو تصدیق کے لیے ان سے پوچھیں گے: ''آپ فلاں بن فلاں ہیں؟'' حضرت مہدی ان کو خوبصورتی سے ٹالتے ہوئے کہیں گے: ''میں تو ایک انصاری ہوں۔'' یعنی اللہ کے دین کی مدد کرنے والا! اور یہ کہہ کر مکہ مکرمہ سے چھپ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔ یہ حضرات آپ کو تلاش کرتے کرتے مدینہ شریف پہنچ جائیں گے۔ حضرت مہدی امامت کا عہدہ دیے جانے سے بچنے کے لیے ان سے چھپ کر پھر مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ یہ علمائے کرام بے تاب ہوں گے کہ ہم نے دنیا بھر میں جہاد کیا۔ اصلاحی کوششیں کیں۔ جان، مال، عزت آبرو کی بے حساب قربانیاں دیں۔ منزل پھر بھی ہاتھ آکے نہیں دے رہی۔ کفر کا زور ٹوٹ رہا ہے نہ کفریات کا غلبہ ختم ہو رہا ہے اور اس کی وجہ محض کسی جری اور اہل قائد کا نہ ہونا ہے۔ اُمت کو جس قائد کی ضرورت ہے، جس میں عقل و سوجھ بوجھ بھی ہو، جرأت و شجاعت بھی اور قدرت کی طرف سے ہدایت و نصرت بھی، اس کے قریب پہنچ کر بھی ہم پھر محروم رہ گئے۔ یہ آپ کو کھوجتے کھوجتے پھر حرم مکی آپہنچیں گے۔ اس طرح تین چکر حرمین کے درمیان لگیں گے۔ آخر کار یہ علماء تیسری مرتبہ حضرت مہدی کو حجر اسود کے پاس جالیں گے۔ آپ کعبہ کے ساتھ چمٹ کر، چہرہ کعبہ کی دیوار پر رگڑتے ہوئے اُمت کی حالت پر رو رہے ہوں گے۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

ابتدائی تین باتیں

یہ علماء آپ کو پہلے خدا کا واسطہ دے کر کہیں گے کہ اگر آپ نے بیعت کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا تو جتنی اُمت مظلومیت کی حالت میں ماری جارہی ہے، اس سب کا گناہ آپ کے سر پر ہوگا۔ اس پر حضرت مہدی مجبور ہو کر مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان بیٹھ کر ان سے کہیں گے کہ آؤ! پھر آخری فتح تک اکٹھے جینے مرنے کا عہد کرتے ہیں۔ امیر اور مامور کے اس عہد کو شریعت کی اصطلاح میں ''بیعت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان علمائے کرام سے شریعت کی اتباع اور مرتے دم تک جہاد پر بیعت لیں گے۔ اس ہجرت اور جہاد کے نتیجے میں عالمی سطح پر خلافت اسلامیہ قائم ہوجائے گی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر جہاد کا عمل جاری کیا تھا۔ حضرت مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ ہجرت معکوس فرما کر جہاد کی سنت کو پھر سے زندہ فرمائیں گے اور مسلمانوں کی امیدوں، تمناؤں اور خوابوں کو تعبیر مل جائے گی۔

(3) ایک اور دلیل جو حُبِّ جاہ کے مریضوں کی طرف سے مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا ثابت کرتی ہے، یہ ہے کہ ظہور سے پہلے خود حضرت مہدی اپنے مقام سے ناواقف ہوں گے۔ ان کی اپنی صلاحیتیں خود ان پر مخفی ہوں گی اور وہ ایک عام آدمی کی زندگی گزار رہے ہوں گے..... بھلا وہ کیسے مہدی ہونے کا دعویٰ کرسکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے: عن علی قال: قالَ رسولُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَهدِيُّ مِنَّا أهلِ البَيتِ يُصلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيلَةٍ". (ابن ماجه، باب خروج المهدى: ٤ / ٣١٠ و مسند احمد ١٠٦/١) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أي يُصلِحه اللّٰه في ليلةٍ أي يُصلِحه لِلإ مارةِ والخلافة بغاءةً وبغتةً". (إنجاح الحاجة على هامن ابن ماجه) یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "أي يتوبُ عليه و يُوَفّقُهُ و يُلهِمه ويُرشدهُ بعدَ أن يكن كذلك". (انهاية فى الفتن والملاحم ٣١/١) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وتوفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہوجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام وخواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب وآلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (يصلحه الله فى ليلةٍ) نے یہ حل کردیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیتِ الٰہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظرِ عام پر آجائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمۂ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا، تو قدرتِ الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کردے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا خود ان پر اور تمام دنیا پر بھی منکشف ہوجائے گا۔ (ترجمان السنة: ٤٠٤/٤)۔

جاری ہے-----

shared by: www.alkalam.pk
کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

ابتدائی تین باتیں

اس ساری تفصیل سے جو مستند کتابوں میں مذکور ہے (اس وقت بندہ کے سامنے دو درجن کے قریب کتابیں موجود ہیں جن کی فہرست اس کتاب کے آخر میں ہے) معلوم ہوا کہ مہدی ہونا جہادی اور عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے روحانی منصب ہے اور روحانیت کے مقام پر فائز لوگ منصب کا دعویٰ نہیں کیا کرتے۔ البتہ ان کی کارکردگی اور صلاحیت ایسی ہوتی ہے کہ لوگ عہدوں اور مناصب کو از خود ان پر صدقے واری کرتے ہیں۔ پھر مہدی کی مسند پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں بھرا تاج ہے۔ اس میں یوں نہیں ہوگا کہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے کوئی صاحب مسند نشین ہو جائیں، نذرانے وصول فرماتے رہیں اور اُمت کے مسائل حل کرنے اور اس کی کشتی کو منجدھار سے نکالنے کے لیے قربانی دینے کے بجائے خود ایک نیا مسئلہ بن کر صدر نشین ہو جائیں۔ مہدی ہونے کا مطلب پوری دنیائے کفر کی مخالفت، اس سے ٹکراؤ، جان پر کھیل کر مظلوم مسلمانوں کی امداد، آگ کے دریا سے گزر کر فتح کا حصول اور خون کا سمندر پار کر کے ''خلافت الٰہیہ علی منہاج النبوۃ'' کا قیام ہے۔ اب فرمائیے کہ اس میں دعویٰ کی گنجائش کتنی ہے اور عمل و کردار کی سچائی کتنی ضروری ہے؟ مرزا قادیانی کی طرح کے مردودوں اور گوہر شاہی قسم کے پاجیوں کا یہاں کیا گزر ہے؟

یہاں یہ بات خصوصیت سے ملحوظ رہے کہ حضرت مہدی جس طرح کعبے کے پردوں سے چمٹ کر دیوار کعبہ پر منہ رگڑتے ہوئے اُمت کی بدحالی پر رو رہے ہوں گے، اسی طرح یہ سات علماء بھی ان کی جستجو میں بے چین و بے تاب ہوں گے۔ ان کے ساتھ موجود تین سو افراد بھی دنیا بھر سے ان کی تلاش میں حرمین پہنچ چکے ہوں گے اور اپنا سب کچھ امیر کے ایک اشارے پر لٹانے کے لیے تڑپ رہے ہوں گے۔ اُمت مسلمہ کے لیے امیر اور مامور کی یہ تڑپ اور کڑھن وہ چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ اُمت کی خدمت کا کام لیتے، مشکل چیزوں کو آسان کرتے اور صحیح وقت پر صحیح چیز کی غیبی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ پس جسے حضرت مہدی کے متعلق معلومات کا شوق ہے، اسے پہلے تو اپنی حالت سدھارنی چاہیے، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے اور پھر اپنے بجائے اسلام کے لیے سوچنا چاہیے۔ اُمت مسلمہ کی بگڑی بنانے میں علماء، مشائخ اور مجاہدین کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اپنے جان، مال، وسائل میں مسلمانوں کے لیے وافر حصہ رکھنا چاہیے۔ ایسے ہی لوگ یا ان کی نسلیں اس مبارک لشکر میں شامل ہو سکتی ہیں۔ محض اندازے، قیاسات، تخیلات اور عمل کے بغیر حسبِ منشا نتائج کی اُمید یا قربانی کے بغیر نرے جذبات کسی کام کے نہیں۔

ان دو جوابوں کے بعد بعض قارئین کی نظر میں پہلا سوال ختم ہو گیا ہو گا لیکن درحقیقت یہیں سے یہ سوال ایک نئے پہلو سے سر اُٹھاتا ہے۔ حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال پر اب تک جو بات ہوئی ہے وہ کتابی یا علمی اور ذہنی ہے۔ لیکن کیا محض اس سے تشفی ہو جاتی ہے؟ اس تخیلاتی تعارف کو عصری تطبیق کی شکل دیے بغیر بات پوری ہو جائے گی؟ یہ عاجز سمجھتا ہے کہ بات کو یہیں تک لا کر چھوڑنے سے گمراہ اور نفس پرست قسم کے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ جہاں چاہیں تطبیق کرتے پھریں اور جسے چاہیں مہدی مان کر اس کے لیے بہائی گئی جھوٹی روحانیت اور نفسیاتی مراعات کی گنگا میں ہاتھ دھوتے رہیں...... ہمارے ہاں چونکہ طبیعتیں اور دماغ فتنہ زدہ ہیں اس لیے جھوٹے مدعیوں کے پیچھے چلنے والے بہت ہیں اور سچے مہدی کی طلب رکھنے والے کم ہیں۔ کیونکہ جو یہ طلب رکھے گا اسے اس کے تقاضے بھی پورے کرنے پڑیں گے اور نا آسودہ حسرتوں اور تشنہ تمناؤں کے مارے ہوئے آج کے مسلمانوں کے لیے یہی وہ چیز ہے جس سے ہماری جان جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی طرح اس کی علامات کو بھی کسی قدر مبہم رکھا ہے۔ ان کی صحیح تعیین کسی کے بس کی بات نہیں۔

جاری ہے-----

ابتدائی تین باتیں

بہت سے محققین کے اندازے بھی غیر واقعی ثابت ہوئے ہیں۔ البتہ حتمی تعیین اور مکمل ابہام کے درمیان محض امکانی تطبیق اور ممکنہ مصداق کی حد تک بات کی جائے، اس کی صحت پر اصرار نہ کیا جائے، نہ اس کی بنیاد پر شریعت کے خلاف یا اکابرین کے مشرب سے ہٹ کر کوئی تاویل کی جائے اور علمائے کرام ومشائخ عظام کی توجیہات وتنبیہات کو قبول کر لینے کے لیے تیار رہا جائے تو زبان کھولنا شاید ممنوع نہ ہوگا، خصوصاً اس لیے کہ مقصد صرف اور صرف عامۃ المسلمین کو اصلاح نفس اور جد و جہد و جہاد کی دعوت دینا ہو۔ تو آیئے! ایک نظر ذرا اس پہلو پر ڈالتے ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وهو العاصم من الشرور والفتن.

shared by: www.alkalam.pk